"مقدمہ کی سماعت کے دوران قاضی/جج کی آواز کا توازن"

زیرِ نظر مقالہ میں، جج/قاضی کے عدالتی رویہ کو کلی طور زیر بحث لانا مقصود نہیں ہے، اس کا مقصود عدالتی رویہ کے ایک جزء کو زیرِ غور لانا ہے، اور وہ ہے، سماعت مقدمہ کے دوران جج/قاضی کی آواز کی مقدار اور فریقین مقدمہ سے متعلق اس کے آواز میں مطلوبہ توازن۔ اس نسبت مقالہ ہذا میں "فریقین کے حوالہ سے صوتی مساوات" اور "صوتی بدسلوکی (vocal abuse" پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

الف: عام مسلمانوں کو آواز اونچی نہ رکھنے کی ہدایات و احکام

ا۔ فقہ اسلامی/شریعت اسلامیہ میں کسی شخص کی آواز کا غیر معقول طور پر اونچا ہو جانا ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ ہر مہذب معاشرہ میں آواز کا غیر ضروری طور پر اونچا ہو جانا معیوب ہے، چنانچہ شور وغل، غل غپاڑہ، چیخنا اور چلانا غیر مہذب رویے ہیں۔ قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں اونچی آواز کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، ان سورتوں میں سورۃ الاعراف، سورۃ لقمان اور سورۃ الحجرات شامل ہیں۔ احادیث مبارکہ میں بھی اونچی آواز کی ممانعت آئی ہے۔ اس سلسلہ میں متعلقہ آیات، احادیث اور آثار صحابہ کا ترجمہ درجہ ذیل ہے۔

" اور لوگوں سے ترش روئی کے ساتھ (منہ پھیر کر) بات نہ کر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا، اپنی چال میں اعتدال اختیار کر، **اور اپنی آواز ذرا پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔**" (سورۃ لقمان، آیات ۱۸، ۱۹)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو، **اور نہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو**، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔ **جو لوگ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں** وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوی کیلئے جانچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔"

(سورۃ الحجرات، آیات ۲، ۳)

(درجہ بالا آیت میں، اگرچہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام سے متعلق ہے، تاہم مفسرین نے کہا ہے کہ علماء، صلحاء، بزرگ اشخاص، والدین اور بزرگان دین وغیرہ کی مجالس میں بھی آواز کو پست رکھنا ضروری ہے۔ یہاں اس

امر کی وضاحت ضروری ہے کہ مذکورہ مجالس میں مجلس قضاء (کمرہ عدالت) بھی شامل ہے، چنانچہ جملہ حاضر افراد (فریقین، وکلاء، مختاران اور گواہان وغیرہ) پر لازم ہے کہ وہ کمرہ عدالت میں خاموشی برقرار رکھیں اور کسی عذر کے بغیر اپنی آوازوں کو اونچا نہ کریں۔

(تفسیر عثانی، جلد۳، صفحہ ۵۲۳، علامہ شبیر احمد عثانی، تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۷، حاشیہ ۳، ابوالاعلی مودودی، معارف القرآن، جلد ۸، صفحات ۱۰۰-۱۰۱، مفتی محمد شفیع)

" اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے **اور پست آواز** سے صبح و شام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔" (سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۲۰۵)

"اور لوگوں سے خوش اسلوبی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کیا کرو۔"

(سورۃ البقرہ، آیت ۸۳)

"لوگوں نے دعا میں **اپنی آوازیں بہت بلند کردیں** تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہرے کو یا غائب کو نہیں پکار رہے، جسے تم پکار رہے ہو وہ بہت سننے والا اور بہت نزدیک ہے"۔

(بخاری و مسلم بروایت ابو موسی الاشعری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے منقول ہے کہ آپ نہ زیادہ دھیمی اور نہ زیادہ اونچی آواز میں گفتگو کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے دو آدمیوں کی سرزنش کی جن کی آواز مسجد نبوی میں بلند ہوگئی تھی۔ ایک اور موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیخنے چلانے سے منع فرمایا۔

۲۔ اونچی آواز میں بولنا کلام میں ترشی اور کڑواہٹ پیدا کرتا ہے۔ اور تو اور، اللہ تعالی نے انسان کو بولنے واسطے جو آلہ (زبان) عطا فرمایا ہے وہ بھی مکمل طور پر نرم گوشت سے بنایا ہے اور جس کے اندر کوئی ہڈی نہیں ہے۔

قدرت کو بھی پسند نہ تھی سختی زبان میں
پیدا نہ ہوئی اس لئے ہڈی زبان میں

ب: دوران سماعت قاضی / جج کو آواز اونچی نہ رکھنے کی ہدایات و احکام

ا۔ آواز کی مقدار کی بابت، جج / قاضی کے حوالہ سے، شریعت اسلامیہ کی ہدایات و احکامات مزید تاکیدی ہیں۔ یہی ہدایات و احکامات، ادب القاضی کی تمام کتابوں میں، "سماعت کے دوران فریقین میں مساوات" کے عنوان سے موجود ہیں۔

۲۔ قاضی/جج کو چاہیے کہ گفتار، کردار، لب ولہجہ غرض ہر چیز میں دونوں فریقین سے یکساں سلوک کریں۔فریقین کے درمیان مکمل مساوات کا تقاضا ہے کہ قاضی/جج دونوں فریقوں سے ایک ہی آواز، ایک ہی انداز، اور ایک ہی لب ولہجہ سے بات کرے۔ایک فریق یا اس کے وکیل سے نرمی سے سوالات کرنا، اور دوسرے فریق یا اس کے وکیل سے سختی سے پیش آنا مساوات کے خلاف ہے اور سخت ناجائز کام

ہے۔

۳۔ قاضی/جج کو چاہیے کہ دونوں فریقوں اور ان کے وکلاء سے نرمی اور معتدل آواز میں گفتگو کرے، یا اگر کوئی عدالتی مصلحت کا تقاضا ہو تو پھر دونوں فریقین یا ان کے وکلاء سے یکساں بلند آواز سے بات کرے۔(یہ موخرالذکر صورت حال عموماً فوجداری مقدمات کی سماعت میں پیدا ہوتی ہے)۔

۴۔ ایسے تمام احوال اور حالات میں سماعت مقدمہ جاری نہیں رکھنا چاہیے جو قاضی/جج کی آواز کو اونچا کرنے کے سبب بنتے ہیں، چنانچہ انتہائی غصہ، انتہائی گھبراہٹ، جھنجھلاہٹ، شدید گرمی، شدید سردی، سخت بھوک، شدید پیاس اور ناقابل برداشت اعصابی تناؤ (اس کی وجہ جو بھی ہو) کی صورت میں سماعت شروع نہیں کرنی چاہئے اور جاری سماعت کو معطل کر دینا چاہیئے۔

۵۔ درجہ بالا بیانات کی مزید تائید اور ثبوت کیلئے درجہ ذیل احادیث (ترجمہ) ملاحظہ ہوں۔

"ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت ہے، فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی آزمائش میں ڈال دیا جائے اس کو چاہئے کہ کسی صورت میں بھی ایک فریق سے دوسرے فریق کے مقابلہ میں زیادہ بلند آواز سے ہرگز گفتگو نہ کرے"۔

(سنن الدارقطنی جلد ۲ صفحہ ۵۱۱، طبع دہلی ۱۳۱۰ھ)

"ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کی سخت آزمائش میں ڈالا جائے تو اس کو چاہئے کہ فریقین میں سے ایک کے مقابلہ میں آواز بلند کر کے گفتگو نہ کرے جب تک کہ دوسرے کے مقابلہ میں بھی آواز کو اتنا ہی بلند نہ کرے۔"

(السنن الکبری، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

"فریقین کے سامنے ترش روئی کا مظاہرہ نہ کریں اور لوگوں پر اپنی آواز بلند نہ کریں"

(اقتباس از عدالتی پالیسی جاری کردہ خلیفہ ثانی عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، شرح ادب القاضی، اردو ترجمہ سعید احمد

(جلد ۱، صفحہ ۱۲۴)

۶۔ اونچی آواز سے بولنا دراصل ایک ردعمل ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ بولنے والے کو کوئی بات ناگوار گزری ہے اور یہ کہ اس کا ذہنی سکون متاثر ہوا ہے۔ یہ حالت ایک طرف فیصلہ پر اثر انداز ہوتی ہے اور دوسری طرف فریقین کے عدالت پر اعتماد کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اونچی آواز خود اس امر کی دلیل ہے کہ بولنے والے کی طبعیت میں خرابی موجود ہے۔ ایسی صورت حال میں جج / قاضی صحیح اور درست فیصلہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت خرابی طبعیت (غصہ اور اضطراب) میں فیصلہ کرنے کی ممانعت کی ہے۔

"کوئی حاکم / قاضی / جج دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں ہرگز ہرگز فیصلہ نہ کرے۔"

(بخاری: کتاب الاحکام، صفحہ ۱۰۶۰)

۷۔ شریعت اسلامیہ میں، اگر کوئی قاضی / جج، اپنے افتادِ طبع کی وجہ سے، اونچی آواز میں بات کرنے کا عادی ہو، اور اپنی اس عادت پر قابو پانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہو، تو حاکم وقت / خلیفہ یا ان کا کوئی مقرر کردہ ادارہ، ایسے قاضی و جج کو معزول کرے گا۔ اس نسبت خلیفہ چہارم اور اس امت کے سب سے ذہین و فطین اور قضاء کے لئے سب سے افضل شخصیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی درج ذیل کارروائی اہمیت کی حامل ہے۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں، ابوالاسود الدوئلی کو قاضی / جج مقرر کیا۔ بعد ازاں اسے عہدے سے فارغ کیا۔ اس پر ابوالاسود الدوئلی نے حضرت علی سے کہا، "نہ میں نے عہدے کا ناجائز استعمال کیا ہے اور نہ قضاء کے اس امر میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے، تو پھر کونسے سبب کی بنیاد پر آپ نے مجھے عہدے سے ہٹایا۔" اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وضاحت کی **"میں نے دیکھا کہ سماعت کے دوران آپ کی آواز مقدمہ کے ایک فریق کے معاملہ میں اونچی ہو گئی تھی۔"**

(المغنی، ابن قدامہ المقدسی، جلد ۹ صفحہ ۱۰۴، طبع قاہرہ، دارالحدیث، سن ۱۴۱۶ھ)

۸۔ زبان کو قابو میں رکھنا انتہائی ضروری ہے، زبان سے نکلے ہوئے الفاظ، کمان سے نکلی ہوئی تیروں کی طرح ہیں، یعنی ایک مرتبہ جب الفاظ زبان سے ادا ہوں تو پھر ان کی واپسی ممکن نہیں، اس لئے "پہلے تو لنے اور پھر بولنے" کا اصول وضع ہے۔ اس سلسلہ میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے درج ذیل روایت منقول ہے۔

"تمہاری زبان، کلام کرنے سے پہلے، تمہاری غلام رہے گی، جبکہ بولنے کے بعد تم اس کے غلام رہو گے، خبردار! کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت (سماعتی مرحلہ) اور فیصلہ سناتے وقت (زبان اور الفاظ کے چناو میں) انتہائی محتاط رہو۔"

(کنزالاعمال فی سنن الاقوال والافعال، ندیم مراشیلی، حدیث ۴۴۳۳۱، مؤسسۃ الرسالہ، سال اشاعت ۱۴۱۳ھ، بیروت)

۹۔ اغلباً، درج بالا احکام وہدایات کی وجہ سے، فاضل عدالت عالیہ پشاور نے 'خاموش طبعی' کو جج / قاضی کے لئے خصوصی صفت قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو درج ذیل عبارت:

"جج / قاضی میں خوفِ خدا، اطاعتِ قانون، پرہیز گاری، صدقِ زبان، صائب الرائے ہونے، مستعدی، بُردباری، صبر اور **خاموش طبعی**، بےقصوری، قناعت پسندی، غیر وابستگی، توازن پزیری، اپنے الفاظ پر کاربندی اور فرائضِ منصبی میں انتہائی محتاط رہنے کی صفات لازمی طور پر موجود ہونی چاہئیں۔"

(جوڈیشل ایتھا کوڈ، اشاعت دوم، صفحہ ۳۶۹، سن ۲۰۱۱، پشاور ہائی کورٹ)

ج: آواز کے غیر مناسب استعمال کے طبی نقصانات

تندرست رہنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ 'تن درستی ہزار نعمت ہے'۔ جج / قاضی کے لئے تندرست رہنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ دیگر ریاستی اہلکاران / ملازمین کی طرح جج / قاضی کو بھی، ہر سال کے آخر میں، سالانہ کارکردگی رپورٹ کے ساتھ طبی طور پر درست ہونے کی سند بھی جمع کرنا ہوتا ہے۔ آواز کا غیر ضروری استعمال اور چیخنا چلانا انسان کے جسم کے اندر صوتی اعضاء (Vocal Cords) کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے، اور یوں اس کا صوتی خانہ (Vocal Box) ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ نقصان دوا کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات یہ نقصان صرف جراحت / سرجری سے ہی دور کیا جا سکتا ہے، تاہم ایسی صورتحال بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ مذکورہ نقصان لاعلاج بن کر زندگی کا روگ بن جائے۔ اس عمل کو طبی میدان میں صوتی بدسلوکی (Vocal Abuse) کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ صوتی عارضہ (Vocal Disorder) ہے۔

(https://www.hopkinsmedicine.org, last visited on 23-07-2024)

د: سماعت کے دوران آواز بلند ہونے کے مختلف اسباب

سماعت مقدمہ کے دوران جج / قاضی کی آواز کے بلند ہو جانے کے مختلف اسباب ہیں، جن میں درج ذیل اسباب قابل ذکر ہیں۔

ا۔ فریقین کا عدالتی احکامات کی مسلسل عدم تعمیل، جیسے بارہا ہدایات کے باوجود مخالف فریق کی نشان دہی نہ کرنا، سمنات

کا داخل نہ کرنا، گواہان کے لئے خرچہ جمع نہ کرنا، اشتہار کے لئے بروقت مطلوبہ رقم جمع نہ کرنا اور ضروری فہرستیں جمع نہ کرنا وغیرہ وغیرہ

۲۔ متعلقہ فریق کا بار بار ہدایات کے باوجود گواہان کا پیش نہ کرنا

۳۔ متعلقہ فریق کا بار بار ہدایات کے باوجود اپنے وکیل کو پیش نہ کرنا

۴۔ فریقین کا بلاعذر سماعت کی تاریخ پر غیر حاضر رہنا

۵۔ فریقین کے وکلاء کا بلاعذر پیش نہ ہونا

۶۔ فریقین یا ان کے وکلاء کا کسی نکتہ پر بلاضرورت بحث کرنا اور اس پر مسلسل اصرار کرنا

۷۔ فریقین کے وکلاء کا مسلسل تاریخ سماعت ملتوی کرنے کے لئے کہنا

۸۔ فریقین یا ان کے وکلاء کا آپس میں بار بار الجھ جانا (یہ عمل اکثر و بیشتر گواہ پر جرح کے دوران ہوتا ہے)

۹۔ فریقین کے وکلاء کا، بحث کے دوران، کسی نکتہ کو بار بار مکرر کرنا

۱۰۔ جج / قاضی کی طبعیت کا ناساز ہونا

۱۱۔ جج / قاضی کا جلدی میں ہونا اور ذہنی طور پر سماعت مقدمہ کے لئے تیار نہ ہونا (یہ صورت حال اس وقت پیش آتی ہے جب جج / قاضی کو کسی اور کام کے لئے جلدی اُٹھنا ہو یا کاز لسٹ کا حجم انتہائی زیادہ ہو)

۱۲۔ موسم کے حوالہ سے نامساعد حالات اور احوال میں سماعت جاری رکھنا، جیسے سخت گرمی، سخت سردی، برقی رو / بجلی کا بار بار منقطع ہو جانا، کمرہ عدالت کا حجم اور وقار کے حوالہ سے غیر معیاری ہونا وغیرہ وغیرہ

۱۳۔ عدالتی عملہ کی ناقص کارکردگی (یہ اس وقت ہوتا ہے جب عدالتی عملہ جیسے محرر، ریڈر، اسٹینو اور کے پی او یا تو مطلوبہ مہارت نہ رکھتے ہوں یا اپنے کام سے جی چراتے ہوں یا مطلوبہ اخلاص اور وفاداری "Dedication & Devotion" سے عاری ہوں، اور بلاضرورت، صرف من موجی طور پر، رخصت پر جا کر عدالت کے کام میں رخنہ ڈالتے ہوں)۔ واضح رہے کہ یہ موخرالذکر رویہ، جب مہینہ کے آخری ایام میں ہو، عدالت کے غصے اور ناراضگی کا سبب بنتا ہے، اور نتیجہ کے طور پر، انہی ایام میں، جج / قاضی کی آواز میں مطلوبہ توازن قائم نہیں رہتا ہے۔

ظاہر ہے کہ درج بالا امور قاضی / جج کے لئے تکلیف اور بعض اوقات اذیت کا سبب بنتے ہیں، تاہم ان سب کے باوجود جج / قاضی کو اپنا رویہ درست رکھنا چاہئے اور کسی بھی طرح غیض و غضب کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیئے۔ اس نسبت عدالت عالیہ پشاور کا درج ذیل مکتوب، جاری شدہ از دفتر فاضل رجسٹرار عدالت، قابل ملاحظہ ہے۔

"مجھے اذن ملا ہے کہ یہ اطلاع دوں کہ ججز / قضاۃ کا فریقین کے ساتھ نا مناسب اور تضحیک امیز رویہ اور لہجہ کی بابت مسلسل شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ یہ نا مناسب رویہ عوام کے عدالت پر اعتماد اور نظام انصاف کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔ چنانچہ فاضل چیف جسٹس نے یہ منشا ظاہر کیا ہے کہ دوران سماعت، عدالت میں شریفانہ، حکیمانہ اور متانت بھرا سلوک اپنایا جائے اور جملہ کارروائی باوقار، عزت امیز اور عدالت کے لئے مطلوبہ معیار کے مطابق انجام دی جائے تاکہ انصاف کی فراہمی کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔"

(جوڈیشل ایسٹا کوڈ، اشاعت دوم، صفحہ ۳۶۸، سن ۲۰۱۱، پشاور ہائی کورٹ)

ھ: جوڈیشل پالیسی سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط

مناسب ہے کہ اس تحقیق کا اختتام خلیفہ ثانی عمر الفاروق کی جاری کردہ جوڈیشل پالیسی سے کیا جائے، جو انہوں نے قاضیوں کے نام جاری کیا تھا۔ اور جس کی چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔

i۔ واضح ہو کہ قضاء ایک اہم فریضہ ہے۔ اور پیروی کیے جانے کے لائق سنت ہے۔

[Scope and importance of adjudication]

ii۔ اچھی طرح سمجھ لو جب جھگڑا تمہارے پاس لایا جائے، حق کو نافذ کرو جب کہ وہ واضح ہو جائے، ایسا فیصلہ قطعی بے سود ہے جسے نافذ نہ کیا جا سکے۔

[Prompt decision and emphasis on its implementation/execution]

iii۔ اپنے سامنے اپنی مجلس میں لوگوں کے درمیان برابری کا خیال رکھو تا کہ ضعیف تمہارے انصاف سے نا اُمید نہ ہوں اور امیر تمہاری بے جا حمایت کی لالچ نہ کریں۔

[Assuring equilaty during trial]

iv ۔ مدعی کے ذمہ ثبوت ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم۔

[Burden of proof & Oath for disproof]

v۔ اور صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے سوائے اس صلح کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردے۔

[Significance of resolution of disputes through ADR techniques]

vi۔ اگر کل تم کوئی فیصلہ کر چکے ہو اور آج تم پر ہدایت واضح ہوئی تو کل کا فیصلہ قبولِ حق کی راہ میں مانع نہ ہو کیونکہ حق قدیم ہے اور باطل پر جمود اختیار کرنے سے حق کو اختیار کرنا کہیں بہتر ہے۔

[Significance & Scope of Judicial Review/Revisiting of a decision]

vii۔ جن معاملات میں تم تک کتاب وسنت سے کوئی ہدایت نہیں پہنچی اور وہ تمہارے سینے میں کھٹکتے ہیں تو ان کو اچھی طرح سمجھو، امثال واشباہ (ملتے جلتے مسائل) سے واقفیت حاصل کرو پھر جو امور در پیش ہیں انہیں ان پر قیاس کرو اور جو تمہارے نزدیک اللہ کو زیادہ پسندیدہ ہو اور تمہیں حق سے قریب تر نظر آئے اسے اختیار کرلو۔

[Significance of Utilization of Judicial Precedents]

viii۔ اگر کوئی مدعی کسی غیر موجود حق کا یا کسی معیادی ثبوت کا دعویدار ہو تو مقدمہ کی تاریخ دے دو، اگر وہ ثبوت لے آئے تو اس کا حق اس کے حوالے کردو ورنہ تم عذر تک پہنچ جاؤ گے (یعنی اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہوگے)۔

[Providing sufficient oppertunity to claiment for production of evidence]

ix۔ مسلمان آپس میں سب عادل ہیں سوائے اس کے جس پر حد جاری ہو چکی ہو، یا جس کی جھوٹی شہادت ثابت ہو چکی ہو، یا جو دوستی نبھانے اور اقرباء پروری میں متہم (زیر تہمت) ہو۔

[Competence of witnesses & causes of their non-competence]

x۔ بے شک اللہ تمہارے سرائر (پوشیدہ معاملات) سے واقف ہے اور تم پر لازم ہے کہ پیش شدہ شہادتوں کی بنیاد اور یمین (قسم) کی بنیاد پر فیصلے صادر کرو۔

[Decision on the material available on record]

xi۔ (کمرہ عدالت میں) غصہ سے پرہیز کرو، تنگ دلی اور پریشانی سے بچو، لوگوں کی مقدمہ بازی سے اُکتاہٹ اور تکلیف محسوس نہ کرو اور لوگوں کو اذیت دینے کا باعث نہ بنو۔ کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ جس پر اللہ کی جانب سے اجر ملتا ہے۔

[Abstenance from losing temper in hearing of cases]

و: خلاصۂ تحقیق

الف: تمام مسلمانوں کو عمومی حالات اور احوال میں اپنی آواز پست رکھنا چاہیئے۔

ب: جج / قاضی کو بھی مقدمات کی سماعت کے دوران اپنی آواز پست رکھنا چاہیئے، اور نامساعد حالات میں بھی اس کی آواز اونچی نہیں ہونی چاہیئے۔

ج: جج / قاضی کی آواز کا، کسی ایک فریق پر دوسرے فریق کے مقابلہ میں، اُونچا ہو جانا ناجائز ہے اور مستوجب گناہ ہے

و: اگر کوئی جج / قاضی بار ہا نصائح اور تنبیہات کے باوجود اپنی آواز کو پست نہ رکھے اور فریقین پر یا اُن میں سے کسی ایک پر اپنی آواز بلند کرنا مستقل عادت بنائے (کبھی کبھار سے صرف نظر کیا جا سکتا ہے)، تو صاحبِ اختیار اُسے عہدہ سے فارغ اور معزول کر سکتا ہے۔

ھ: آواز کا غیر ضروری طور پر بلند ہونا اور چیخنا و چلانا مضر صحت ہے اور اس سے انسان کا صوتی نظام مستقل طور پر ناکارہ ہو جانے کا خدشہ ہے۔

و: فریقین پر بھی لازم ہے کہ وہ عدالت کی توقیر کا خیال رکھیں، غیر ضروری طور پر اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں۔ اسی طرح کی پابندی ان کے وکلاء کے لیے بھی ہے۔ عدالت میں دلائل پیش کرنے کے دوران، وکلاء کی آواز غیر ضروری طور پر بلند نہیں ہونی چاہیئے۔

نوٹ: (یہ مقالہ مزید تحقیق تہذیب اور تصحیح واسطے گنجائش رکھتا ہے)

تحقیق و ترتیب:۔

ڈاکٹر قاضی عطاءاللہ
سینئر ڈائریکٹر شعبہ تحقیق و اشاعت
خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

سید منصور شاہ بخاری
ریسرچ اینڈ پبلی کیشن آفیسر
خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور